اسلام، پاکستان اور اقلیتیں

سہیل باوا (لندن)

دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی انسانی حقوق کی حق تلفی ہو رہی ہو تو اس کے خلاف قانون حرکت میں آجاتا ہے اور قانون نافذ کرنے والے ادارے بڑی سرعت کے ساتھ متحرک ہو کر انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی جہاں معمول بنتا جارہا ہے، وہیں دوسری جانب انسانی حقوق کے نام پر مخصوص لابیاں پاکستان کے اسلامی تشخص اور نظریاتی شناخت کو پامال کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتیں۔ تاہم گزشتہ کئی روز سے ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کی شہ سرخیوں میں جگہ پانے والا رمشا کیس، قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی پر ایک سوالیہ نشان بھی ہے۔

مملکتِ خداداد پاکستان کا متفقہ آئین پاکستان کے تمام شہریوں کو بلا امتیازِ رنگ، نسل، زبان، علاقہ، مذہب، قومیت، فرقہ، عقیدہ اور نظریات کے یکساں حقوق کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۴ کے مطابق تمام شہریوں کو یکساں قانونی تحفظ کی ضمانت تو دی ہی گئی ہے نیز قانونی جواز کے بغیر حکومت کوئی ایسا اقدام کرنے کی مجاز بھی نہ ہوگی جو شخصی آزادی، تحفظ اور عزت وشہرت کے لیے ضرر رساں ہو اور اسی طرح کسی شخص کو کسی بھی ایسے اقدام سے جو قانون کی رو سے غلط یا غیر قانونی نہ ہو اس سے بھی اسے نہیں روکا جاسکتا گویا بالفاظ دیگر قانون کی حاکمیت کو یقینی بنائے جانے پر زور دیا گیا۔ اس آئین کے ابتدائیہ میں ہی مذہبی اقلیتوں کے حقوق ومفادات کے تحفظ کا بھی ذکر کیا گیا۔

کسی بھی ریاست میں قانون کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ اس کی بنیاد پر افراد کو یکساں حقوق وانصاف ملتا ہے۔ وہیں اس کی بنیاد پر ریاستی امور اور معاملات میں ایک نظم قائم کر کے اس کا اطلاق ریاست کے تمام باسیوں کے لیے ترقی، خوشحالی اور فلاح کا سبب بنتا ہے۔ نسل وزبان، رنگ، مذہب اور نظریات کے تمام تر اختلافات کے باوجود ریاست کے تمام افراد امن وسلامتی کے ساتھ قانون پر عمل پیرا ہونا اپنے لیے مفید خیال کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس قانون کی عدم موجودگی یا قانون پر عمل پیرا نہ ہونے کی صورت میں لاقانونیت، سربریت، استحصال، ناانصافی اور ظلم کا وہ ماحول جنم لے لیتا ہے کہ جو ریاست کو انارکی، انتشار اور بربادی سے دوچار کر دیتا ہے اور پھر معاشرہ ''جس کی لاٹھی اس کی

بھینس'' کی عملی تصویر دکھائی دینے لگتا ہے۔

رمشا مسیح کو ۱۶؍اگست کو میرا جعفر سے پولیس نے اس وقت اپنی تحویل میں لے لیا تھا جب اہل علاقہ نے مقدس اوراق کی بے حرمتی کے الزام پر اس کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ بعدازاں رمشا مسیح کی ضمانت بھی ہوگئی اور وہ رہا ہوگئی۔ اس پورے واقعہ کی روئیداد نہ صرف قومی بلکہ عالمی میڈیا اور خصوصا سوشل میڈیا پر کئی روز سے جاری ہے اور آئے روز نئے انکشافات اور نئی معلومات کی بنیاد پر اس معاملہ کو پاکستان ہی نہیں اسلام اور ملک کی مذہبی قیادت اور سوچ رکھنے والوں کی مذمت کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ قطع نظر اس کے رمشا نے اوارق مقدسات کی بے حرمتی کی یا نہیں، اہم بات یہ ہے کہ گرفتاری کے بعد رمشا کے حوالے سے پولیس حکام نے جو اقدامات کیے کیا وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون اور آئین کے مطابق تھے؟ اس معاملے کو جس بھونڈے انداز میں سامنے لایا گیا اس نے عالمی سطح پر اس تأثر کو فروغ دیا کہ پاکستان وہ ملک ہے کہ جہاں اقلیتوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے اور آج جب بہت سے حقائق سامنے آچکے ہیں تو جھوٹی گواہی کی بنا پر رمشا کی ضمانت پر رہائی کے بعد امام مسجد کی آڑ میں علما اور دین دار مسلمانوں کے خلاف چلائی جانے والی مہم کے ذمہ دار ایک بار پھر مجرمانہ خاموشی اختیار کر چکے ہیں۔ ایک رمشا ہی کیا، اطراف میں نظر دوڑایئے ہم میں سے کتنے ایسے مسلمان ہیں جو آئے روز صرف اوراق مقدسات کی ہی نہیں بلکہ ان پر محفوظ احکامات کی سراسر کھلم کھلا توہین کر رہے ہیں کیا اب یہ بات بڑی حد تک واضح نہیں ہو چکی کہ رمشا سے جو عمل سرزد ہوا در حقیقت اس کو ایک خاص انداز میں سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ اس طرح نشر کیا گیا جس سے جو انگلیاں رمشا مسیح پر اٹھنا تھیں ان کا رخ اب کسی ذہنی معذور اور اسلام دشمن فرقہ یا اقلیت پر نہیں بلکہ ایک شخص پر ہے جو خود کو نہ صرف مسلمان گردانتا ہے بلکہ یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ ذاتِ رسالت مآب اور مقدسات اسلامی کی حرمت باقی رہنی چاہیے۔ رمشا کم عمر قرار دی جا رہی ہے اور ذہنی معذور بھی۔ اور مصدقہ اطلاعات کے مطابق اس کے اہلِ خانہ کو اب اس ساری صورتحال کے سامنے آنے کے بعد بھی اندھی حمایت حاصل ہے۔ خود حکومتِ پاکستان اور پاکستان کی ذمہ دار مذہبی قیادت اس معاملے میں مضطرب ہے جبکہ رمشا کو حاصل ہونے والی مغربی اور دیسی لبرل افراد کی حمایت کے بعد قوی امکان ہے کہ نہ صرف اسے بلکہ اس کے اہل خانہ کو جلد ہی کسی بھی مغربی ملک میں پناہ بھی مل جائے گی۔ لیکن مستقبل کے پاکستان میں نہ جانے مزید کتنی ہی رمشائیں اس جیسے افسوسناک اور قابلِ مذمت فعل کا شکار ہو کر پاکستان کے اسلامی اور اسلام کے آفاقی تصورات کو داغدار کرنے کا سبب بنتی رہیں گی۔

☆☆☆